فَسْئَلُوٓا اَہْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

"تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاوی یسئلونک

دار الافتاء والارشاد

الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ

شمارہ 55 | جمعۃ المبارک 24 رجب المرجّب 1441ھ 20 مارچ 2020ء

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- **بالمشافہ**: سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہ جمع کروائیں۔
- **بذریعہ ویب سائٹ**: www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- **بذریعہ برقی مراسلہ**: ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- **بذریعہ واٹس ایپ**: 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

نوٹ: جوابات/فتاوی، سوالات موصول ہونے کی ترتیب سے ارسال کیے جاتے ہیں۔

دار الافتاء والارشاد، الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ، فقہ اکیڈمی C-335 بلاک 1، گلستان جوہر، کراچی

سوال: ایک شخص نے مدینہ منورہ سے مکہ کا سفر کیا اور چونکہ اس وقت خانہ کعبہ میں طواف پر عارضی پابندی تھی اس لیے محض احرام کی چادریں لپیٹ لیں لیکن نہ احرام کی نیت کی اور نہ ہی تلبیہ پڑھا، اس کا ارادہ یہ تھا کہ مکہ میں جاکر دیکھے گا کہ اگر عمرے کی اجازت ہوئی تو عمرے کا احرام باندھ کر عمرہ کرے گا۔ لیکن مکہ پہنچتے ہی پولیس نے ان سے زبردستی احرام کی چادریں اتروا لیں اور عمرے کی اجازت بھی نہیں دی۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ اب وہ کیا کریں؟

جواب: مکہ میں عمرے یا حج کے احرام کے بغیر داخل ہونا حرام ہے، طواف وغیرہ پر پابندی تھی تو وہاں جانا ہی نہیں چاہیے تھا۔ بہرحال اگر بغیر احرام کی نیت کیے مکہ میں چلے گئے تو اب ان پر لازم ہے کہ پابندی ختم ہونے پر دوبارہ میقات پر جاکر عمرے کا احرام باندھیں اور عمرہ ادا کریں، اگر عمرہ کیے بغیر مکہ سے روانہ ہوگئے تو میقات سے بلا احرام تجاوز کرنے پر ایک دم دینا لازمی ہے اور پابندی ختم ہونے کے بعد ان پر عمرے کی ادائیگی بھی واجب ہے۔

قال الحصکفی فی کتاب الحج: (فرض... مرۃ) لأن سببه البیت وهو واحد والزیارۃ تطوع وقد تجب کما إذا جاوز المیقات بلا إحرام فإنه کما سیجیء یجب علیه أحد النسکین فإن اختار الحج اتصف بالوجوب. وقال ابن عابدین: (قوله کما إذا جاوز المیقات بلا إحرام) أی فإنه یجب علیه أن یعود إلی المیقات ویلبی منه. وکذا یجب علیه قبل المجاوزۃ قال فی الهدایۃ ثم الآفاقی إذا انتهی إلی المواقیت علی قصد دخول مکۃ علیه أن یحرم قصد الحج أو العمرۃ عندنا أو لم یقصد لقوله - صلی الله علیه وسلم - «لا یجاوز أحد المیقات إلا محرما ولو لتجارۃ» ولأن وجوب الإحرام لتعظیم هذه البقعۃ الشریفۃ، فیستوی فیه التاجر والمعتمر وغیرهما اهـ. (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الحج)

(وحرم تأخیر الإحرام عنها) کلها (لمن) أی لآفاقی (قصد دخول مکۃ) یعنی الحرم (ولو لحاجۃ) غیر الحج. وقال ابن عابدین: (قوله وحرم إلخ) فعلیه العود إلی میقات منها وإن لم یکن میقاته لیحرم منه، وإلا فعلیه دم کما سیأتی بیانه فی الجنایات... وقال فی باب الجنایات: محله ما إذا قصد النسک، فإن قصد التجارۃ أو السیاحۃ لا شیء علیه بعد الإحرام ولیس کذلک لأن جمیع الکتب ناطقۃ بلزوم الإحرام علی من قصد مکۃ سواء قصد النسک أم لا. وقد صرح به المصنف أی صاحب الهدایۃ فی فعل المواقیت، فیجب أن یحمل علی الغالب فیمن قصد مکۃ من الآفاقیین قصد النسک، فالمراد بقوله إذا أراد الحج أو العمرۃ إذا أراد مکۃ. اهـ. (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الحج)

سوال: ماہ رجب کے روزے کی فضیلت پر مشتمل درج ذیل حدیث کے بارے میں بتائیے کیا یہ صحیح ہے؟

فرمان مصطفی ﷺ ہے کہ رجب کے پہلے دن کا روزہ تین سال کا کفارہ ہے اور رجب کے دوسرے دن کا روزہ دو سال کا کفارہ ہے اور تیسرے دن کا روزہ ایک سال کا کفارہ ہے اور پھر ہر دن کا روزہ ایک ماہ کا کفارہ ہے۔ (الجامع الصغیر للسیوطی)

جواب: مذکورہ حدیث الجامع الصغیر میں ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے: صَوْمُ أَوَّلِ يَوْمٍ مِنْ رَجَبٍ كَفَّارَةُ ثَلَاثِ سِنِينَ وَالثَّانِي كَفَّارَةُ سَنَتَيْنِ وَالثَّالِثِ كَفَّارَةُ سَنَةٍ ثم کل یوم شهرا (الجامع الصغیر، رقم الحدیث: ۴۹۴۰) ترجمہ: "رجب کے پہلے دن کا روزہ تین سال کا کفارہ ہے اور رجب کے دوسرے دن کا روزہ دو سال کا کفارہ ہے اور تیسرے دن کا روزہ ایک سال کا کفارہ ہے اور پھر ہر دن کا روزہ ایک ماہ کا کفارہ ہے۔"

البتہ یہ حدیث انتہائی ضعیف ہے۔

علامہ مناوی فرماتے ہیں: حدیث ضعیف جدا. (فیض القدیر، حرف الصاد) ترجمہ: "یہ حدیث انتہائی ضعیف ہے"۔

دوسری بات یہ ہے کہ شراح حدیث نے بیان فرمایا کہ رمضان کے ساتھ شوال کے چھ روزے رکھنے کا ثواب حضور ﷺ نے پورے

سال کے روزوں کے ثواب کے برابر قرار دیا اور یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ فرض کا ثواب نفل سے زیادہ ہے تو جب رمضان کے روزوں کا ثواب ایک سال کے برابر ہے تو کسی اور مہینے کے ایک دن کا روزہ کیسے تین سال کے برابر ہو گا اس طرح اس حدیث میں نکارت آجاتی ہے۔

ولا يخفى ما ثبت من أن من صام رمضان وأتبعه بستٍّ من شوال كصيام السنة وقد تقرر أن فضيلة الفريضة تضعف على فريضة النفل، فهذه الفضائل تدل على نكارة الحديث. (التنوير شرح الجامع الصغير، كتاب الحدود، حرف الصاد)

اسی طرح شراح حدیث نے یہ بھی بیان فرمایا کہ رجب کے روزے کے بارے میں کسی صحیح حدیث سے نہ تو فضیلت ثابت ہے اور نہ ہی ممانعت۔

قال ابن الصلاح وغيره: لم يثبت في صوم رجب نهي ولا ندب. (فيض القدير، حرف الصاد)

لہٰذا اس حدیث میں بیان کردہ فضیلت کا اعتقاد رکھنا، اس کو آگے بیان کرنا درست نہیں ہے، احتیاط کرنا لازم ہے۔

سوال: کچھ لوگوں نے ائیر پورٹ سے عمرہ کے لیے احرام باندھ لیے تھے، کرونا وائرس کی وجہ سے پروازیں منسوخ ہو گئیں اور ان لوگوں کو ائیر پورٹ سے واپس کر دیا گیا اور اب یہ بھی کنفرم نہیں کہ اب یہ پابندی کتنے دنوں تک رہے گی۔ اس صورت میں احرام اتارنے یا نہ اتارنے کا شرعی حکم کیا ہے؟ نیز بعض لوگ ایسے ہیں کہ ہفتہ، دس دن کے بعد گورنمنٹ ملازمت سے چھٹیاں لینے یا دیگر مسائل کی وجہ سے عمرہ کے لیے نہیں جا سکتے، ایسے افراد کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: اگر فی الحال پابندی ختم ہونے کی امید نہیں تو حرم شریف میں موجود لوگوں میں سے کسی سے رابطہ کر کے اپنی طرف سے دم کا جانور ذبح کرنے کا کہہ دیں، جب جانور ذبح ہو جائے تو احرام کھول دیں۔ پابندی ختم ہونے کے بعد جب ممکن ہو عمرے کی قضا کرنا واجب ہے۔ اگر حرم میں دم کے طور پر جانور ذبح نہ کیا تو احرام والا شخص ہمیشہ حالت احرام ہی میں رہے گا۔ اور اس پر احرام کی تمام پابندیاں لاگو ہوں گی۔

الإحصار هو لغة: المنع. وشرعا: منع عن ركن (إذا أحصر بعدو أو مرض)... حل له التحلل فحينئذ (بعث المفرد دما) أو قيمته فإن لم يجد بقي محرما حين يجد أو يتحلل بطواف... (وعين يوم الذبح) ليعلم متى يتحلل ويذبحه (في الحرم ولو قبل يوم النحر) خلافا لهما (ولو لم يفعل ورجع إلى أهله بغير تحلل وصبر) محرما (حتى زال الخوف جاز فإن أدرك الحج فبها) ونعمت (وإلا تحلل بالعمرة)... (وبذبحه يحل) ولو (بلا حلق وتقصير)... (و) يجب (عليه إن حل من حجه) ولو نفلا (حجة) بالشروع (وعمرة) للتحلل إن لم يحج من عامه (وعلى المعتمر عمرة). (الدر المختار، كتاب الحج، باب الإحصار)

سوال: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جو منکرین زکوٰۃ تھے انہوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے ہی انکار کیا تھا یا پھر بیت المال میں زکوٰۃ جمع کرانے سے انکار کیا تھا؟ اس کی تحقیق مطلوب ہے۔

جواب: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دونوں طرح کے لوگ تھے ایک وہ جنہوں نے زکوۃ ہی کا انکار کیا اور ایک وہ جنہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو زکوۃ دینے سے انکار کیا۔

وَجَعَلَتْ وُفُودُ الْعَرَبِ تَقْدَمُ الْمَدِينَةَ، يُقِرُّونَ بِالصَّلَاةِ وَيَمْتَنِعُونَ مِنْ أَدَاءِ الزَّكَاةِ، وَمِنْهُمْ مَنِ امْتَنَعَ مِنْ دَفْعِهَا إِلَى الصِّدِّيقِ، وَذَكَرَ أَنَّ مِنْهُمْ مَنِ احْتَجَّ بِقَوْلِهِ تَعَالَى: {خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ} [التوبة: ۱۰۳]. قَالُوا: فَلَسْنَا نَدْفَعُ زَكَاتَنَا إِلَّا إِلَى مَنْ صَلَاتُهُ سَكَنٌ لَنَا. وَأَنْشَدَ بَعْضُهُمْ: أَطَعْنَا رَسُولَ اللهِ إِذْ كَانَ بَيْنَنَا ... فَوَا عَجَبًا مَا بَالُ مُلْكِ أَبِي بَكْرٍ. (البداية والنهاية، الْحَوَادِثُ الْوَاقِعَةُ فِي الزَّمَانِ وَوَفَيَاتُ الْمَشَاهِيرِ وَالْأَعْيَانِ سَنَةَ إِحْدَى عَشْرَةَ مِنَ الْهِجْرَةِ،

تَصَدِّي الصِّدِّيقِ لِقِتَالِ أَهْلِ الرِّدَّةِ)

سوال: صحیح بخاری کے حوالے سے ایک حدیث موصول ہوئی جس کا مفہوم یہ ہے کہ ”پانچ موذی جانور ہیں جنہیں حدود حرم میں بھی مارا جاسکتا ہے: چوہا، بچھو، چیل، کوا اور کاٹ لینے والا کتا۔“ اس حدیث کی وضاحت فرمادیں اور کیا حرم کے باہر بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔ جزاک اللہ خیرا

جواب: حدیث شریف میں مذکورہ پانچ جانوروں کو حالت احرام میں مارنے کی اجازت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان جانوروں کو حرم سے باہر مارنا بدرجہ اولیٰ جائز ہے اور بعض روایات میں یہ اجازت صراحۃً محرم اور حلال دونوں کے لئے ثابت ہے۔

مسلم شریف میں ہے: قَالَ عَبْدُ اللهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ، فِي قَتْلِهِنَّ: الْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ». (مسلم، كتاب الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل والحرم) ترجمہ: ”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا پانچ جانور ایسے ہیں کہ ان کے قتل کرنے والے پر کوئی حرج نہیں کوا، چیل، بچھو، چوہا، باؤلا کتا“۔

ایک اور روایت میں ہے: عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «خَمْسٌ فَوَاسِقُ، يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: الْحَيَّةُ، وَالْغُرَابُ الْأَبْقَعُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْحِدَأَةُ». (سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب ما يقتل المحرم) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ فاسق جانور ہیں ان کو حرم سے باہر اور حرم میں قتل کیا جائے گا سانپ، کوا، چوہا، باؤلا کتا، چیل“۔

سوال: ایک شخص جو کچھ عرصہ قبل اسلام لائے انہیں ایک گناہ کی عادت تھی انہوں نے منت مانی کہ اگر مجھ سے یہ گناہ دوبارہ سرزد ہو گیا تو میں سات دن لگاتار روزے رکھوں گا، اب وہ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا روزے ہی رکھے جائیں یا اس کا کوئی کفارہ بھی دیا جاسکتا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں جس گناہ کے سرزد ہونے پر سات روزے رکھنے کی نذر مانی ہے تو اس گناہ کے سرزد ہونے پر لگاتار سات روزے رکھنا ہی لازم ہوگا اس کے بدلے میں کوئی کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

(ومن نذر نذرا مطلقا أو معلقا بشرط وكان من جنسه واجب) أي فرض كما سيصرح به تبعا للبحر والدرر (وهو عبادة مقصودة) خرج الوضوء وتكفين الميت (ووجد الشرط المعلق به (لزم الناذر) لحديث «من نذر وسمى فعليه الوفاء بما سمى» (كصوم وصلاة وصدقة) ووقف (واعتكاف) وإعتاق رقبة وحج ولو ماشيا فإنها عبادات مقصودة (الدر المختار، كتاب الأيمان)

ختم شد